مدارس بینکوں کی حرام نوکری کے لیے علماء تیار نہیں کرتے

سولہ سال کی دینی تعلیم اور بینکوں کی حرام نوکری!

طلبہ بینک میں ملازمت کریں نعوذ باللہ

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

[جامعہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے ختم بخاری کی تقریب سے بصیرت افروز خطاب فرماتے ہوئے بعض علماء، دینی مدارس کی جانب سے بینکوں کی نوکری کی ترغیب و تائید پر مبنی تجدد، اجتہاد کی بالواسطہ مذمت کرتے ہوئے دینی مدارس کے طلباء پر واضح فرمایا کہ بینک خواہ کسی قسم کے ہوں ان کی نوکری حرام ہے۔ اسلامی بینک کاری کے ضمن میں عموماً کہا جا رہا ہے کہ علماء نے اسے حلال قرار دیا ہے درست نہیں۔ پاکستانی اور ہندوستانی علماء کی اکثریت اسے حرام سمجھتی ہے۔ جسٹس تقی عثمانی صاحب بھی بعض تجربات و مشاہدات کے بعد اسی نتیجے پر پہنچ چکے ہیں لیکن اظہار میں تامل ہے۔ لاہور میں اسلامی بینک کاری کے ناقدین پر نقد کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ ”اس کے مخالفین بھی کم از کم اسلامی بینکاری کو صریحاً حرام تو نہیں کہہ سکتے“۔ یہ جملہ بتاتا ہے کہ اگر صریحاً حرام نہیں تو صریحاً حلال بھی نہیں ہے اور جس چیز میں شک کا عنصر زیادہ ہو جائے۔ شریعت اسے ترک کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اسلامی بینکاری کے تمام اصول قواعد سودی بینکاری کے مماثل ہیں۔ یہ متبادل معاملہ نہیں ہے۔ اسلامی بینکاری کا تمام کاروبار اب تیزی سے غیر مسلم بلکہ یہودی بینکوں کے پاس جا رہا ہے۔ سود کو حلال ٹھہرانے کا دینی فریضہ انجام دینے کے بعد کفار کے لیے اب مسلم امت کے کھربوں روپے سے فائدہ اٹھانا آسان ہوگیا ہے۔ کنایہ میں گفتگو کرتے ہوئے مولانا اسکندر کے مخاطب حضرت مولانا تقی عثمانی ہیں جنھوں نے اسلامی بینک کاری کو حلال قرار دیا ہے اور آج کل مدارس کے علماء کو سودی بینکوں کے مشیران کے طور پر تیار کرا رہے ہیں۔ یہ بصیرت افروز خطاب بینات، اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہو چکا ہے] میں آپ سے پوچھتا ہوں

تم جا کر میڈیکل کالج میں وہاں کے پرنسپل سے کہو، پرنسپل صاحب! آپ اس کالج میں انجینئرنگ کے مضمون کیوں نہیں رکھتے؟ آپ لاء کے مضمون کیوں نہیں رکھتے؟ آپ سائنس کے مضامین کیوں نہیں رکھتے؟ اگر وہ کوئی بڑی شخصیت ہے تو بڑے ادب سے کہے گا کہ: حضرت! ہم نے یہ میڈیکل کالج اس لیے بنایا ہے کہ یہاں اچھے ڈاکٹر پیدا کریں اور اچھے ڈاکٹر پیدا کرنے کے لیے جو نصاب ہوگا وہی ہم رکھیں گے۔ ہم نے یہ میڈیکل کالج اس لیے نہیں بنایا کہ ہم آپ کو سائنسدان دیں، علماء دیں یا انجینئر دیں۔ اور اگر کوئی عام آدمی جا کر پرنسپل کو کہے تو وہ کہے گا اس کو پاگل خانہ لے جاؤ۔ اب تم بتاؤ، دین کے معاملے میں یہ ہمیں کہتے ہیں کہ اس میں سائنس بھی رکھو، اس میں فلاں بھی رکھو، فلاں بھی رکھو، بھائی ہم نے تو یہ مدرسے اس لیے کھولے ہیں تا کہ ان میں علوم نبوی کے حامل علماء پیدا ہوں، اس لیے نہیں کہ یہاں سے اکاؤنٹنٹ یا انجینئر وغیرہ پیدا ہوں۔ پھر یہ کتنی جاہلانہ اور غلط مثال دی جاتی ہے کہ یہاں سے جو نکلے اس کو بینکوں میں نوکری مل جائے (نعوذ باللہ من ذلک) کتنی بے شرمی اور بے عقلی کی بات ہے، کیا کوئی طالب علم سولہ سال دینی تعلیم اس لیے پڑھتا ہے کہ وہ حرام کی نوکری جا کر کرے؟ پھر یہ علم ہم اس لیے تو حاصل نہیں کرتے کہ ہم نوکریاں کریں گے، علم حاصل کرنے والا تو اس لیے یہ علم حاصل کرتا ہے کہ وہ خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے عمل کرائے اور امت کی رہنمائی کرے، یہ ہے اصل کام۔ ہمارے اسلامی دور میں جب بغداد میں بڑے بڑے مدرسے تھے، وہاں کے حکمران خود بھی بڑے علماء ہوتے تھے، وہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اس دین کو پڑھائیں۔ اس دور کے ایک حکمران نے ایک رات حلیہ بدل کر چکر لگایا کہ دیکھیں طلبہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ اس رات وہ چکر لگا رہا ہے اور ہر طالب علم کے پاس جا کر پوچھتا ہے کیوں پڑھ رہے ہو؟ کوئی کہتا میں بڑا قاضی بنوں گا، کوئی کہتا ہے جج بنوں گا، کسی نے کہا میں خطیب بنوں گا، حالانکہ انھوں نے ان مناصب کا نام لیا جو دینی منصب ہیں، اب یہ بے چارہ دل میں سوچتا ہے کہ بھائی ایسے مدرسہ کو تو بند کرنا چاہیے، ان کا مقصد تو خالص دنیا ہے، تنخواہیں ہے، وہ حکمران بددل ہوگیا، نکلتے نکلتے دیکھا کہ ایک صوفی سا طالب علم بیٹھا پڑھ رہا ہے، اس نے سوچا چلو بھائی اس سے بھی پوچھ لو۔ اس کے پاس جا کر کہا السلام علیکم! بھائی آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ کیوں پڑھ رہے ہیں؟ طالب علم نے پہلے تو سلام کا جواب دیا پھر کہا: جناب اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے احکام نازل کیے ہیں، اپنی کتاب اور سنت رسول اللہ کی صورت میں، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے ذمہ اللہ نے کیا فرائض عائد کیے ہیں، تا کہ میں ان کو بجالاؤں اور کن چیزوں سے مجھے روکا ہے ان چیزوں سے میں رک جاؤں، اس لیے پڑھتا ہوں۔ وہ حاکم ایک دم چونکا اور اس کی ساری رائے بدل گئی اس نے کہا جس ادارے میں اس جیسا ایک طالب علم بھی ہے اس ادارے کو بند نہیں کرنا چاہیے، دیکھیے اس دور کے مسلمان حکمران تو دینی مناصب کی غرض سے پڑھنے پر بھی خوش نہیں ہو رہے اور آج ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یہاں سے طلبہ نکلیں اور بینک میں ملازمت کریں (نعوذ باللہ) کوئی سمجھ کی بات کرو۔